بے خطر کود پڑا

محمد صدر عالم عمری

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا زمانہ تقریباً پانچ ہزار سال قبل مسیح کا بتایا جاتا ہے۔ قرآن پاک نے گواہی دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دوست بنالیا تھا' آپ ملت حنیفی کے اولین واعظ تھے اور آپ کی ذات گرامی ایک پوری امت شعار امت کے برابر تھی۔ قرآن نے صرف دو نبیوں کی مجموعی زندگی کو اسوہ حسنہ کے طور پر پیش کیا ہے ایک خاتم النبیینؐ کی اور دوسری حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ کی۔

حضرت ابراهیم علیه ألسلام کی زندگی میں همارے لئے یه سبق هے که هم اپنی اولاد کے دین کی حفاظت کریں. اسلام پر اسکے عقیدہ کو مضبوط کریں تاکه آنے والی نسل کے بارے میں اطمینان هو جائے که شیطان کے راستے پر نهیں بلکه الله کے راستے پر چلے گی.

مولانا ابوالکلام آزاد فرماتے ہیں کہ:

"سرزمین دجلہ و فرات میں نینوا اور بابل سے پہلے جو شہر آباد ہوئے ان میں ایک شہر "اور" تھا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ظہور اسی شہر میں ہوا۔" جب [illegible] شہر [illegible] کی آنکھیں کھولیں تو اپنے آپ کو بت پرست اور مشرکانہ ماحول میں پایا۔ دیکھا کہ حکمران طبقہ مذہبی طبقہ کے ساتھ مل کر جس کا سربراہ اعلیٰ خود ان کا اپنا خاندان ہے۔ لوگوں کی گردنوں پر مسلط اور "انا و لا غیری" کا دعویدار ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خاندان صرف پروہت ہی نہیں بلکہ ملک کا سب سے بڑا مذہبی پیشوا تھا۔ گویا ملک کی زمام کار بالواسطہ اسے حاصل تھی۔ سب سے بڑے مذہبی پیشوا آذر کی اولاد ہونے کے نتیجہ میں آذر کے بعد خود بخود یہ عہدہ و منصب بلکہ بالفاظ دیگر بالواسطہ ملک کی حکمرانی اور سیادت قدرتی طور پر ابراہیم علیہ السلام کو ملنا طے تھی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک دوراہے پر کھڑے تھے' ایک طرف دنیا اپنی تمام رعنائیوں کے ساتھ عیش و طرب کے سارے سامان لئے ہوئے دعوت نظارہ دے رہی تھی' شاندار اور حسین مستقبل آواز دے رہا تھا' کیا کچھ نہیں تھا اس راہ میں' دوسری جانب اس نظام سے بغاوت کا انجام اپنے کیریئر کو تباہ کرنا اور اپنے کو مصائب و آلام کے حوالے کرنا تھا۔ اس موقع پر تاریخ کے اس بطل خلیل نے نہایت جوانمردی اور بلند ہمتی کا فیصلہ کیا اور بزدلوں اور موقع پرستوں کی روش نہیں اختیار کی۔ اس نے عراق کے سناٹے میں محدود رہ کر عراق کی امامت کے بجائے اس فضائے بے کراں میں ساری دنیا کی امامت پسند کی۔ اس نے سوچا وہ شباب کیا جو لوگوں کے چہروں کو دیکھ کر اپنی زندگی کی سمت سفر متعین کرے' وہ جوان کیا جو حالات کے بدلتے ہوئے تیور دیکھ کر دب جائے۔

چنانچہ آپ نے اپنے حقیقی آقا اور سچے معبود کا پتہ اپنے ضمیر سے دریافت کیا اور کائنات کی ایک ایک چیز میں تلاش کیا' آخر کار جب آپ کو صحیح پتہ مل گیا تو آپ نے ببانگ دہل اعلان کر دیا:

"انی وجہت وجہی للذی فطر السموات والارض حنیفا و ما انا من المشرکین۔" (الانعام ۸۰)

پھر ماحول کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کی رہنمائی اور اصلاح کا بیڑا اٹھایا۔ سب سے

پہلے آپ نے اپنے ہی باپ کو حقیقی دین کی طرف دعوت دی تو آذر نے سنگساری کی دھمکی دی۔ آپ اس دھمکی سے کبیدہ خاطر ہوئے نہیں، کفر سے ڈرے نہیں اور طیش میں آئے نہیں بلکہ طاقتور اعصاب اور مضبوط دل و گردہ کے مالک کی طرح سوچا سمجھا، مضبوط قدم اٹھایا، کفر کے ایوانوں میں زلزلہ آگیا، نمرود اور آذر نے مل کر سازشیں کیں، آگ کا الاؤ تیار کیا اور چشم فلک نے وہ حادثہ دیکھا کہ آسمان اور زمین سناٹے میں آگئے۔ یعنی۔

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق

پھر یہ صدائے دلنواز بلند ہوئی:

قلنا یا نار کونی بردا و سلاما علی ابراہیم۔ (انبیاء ۶۹)

پھر آپ کو وطن چھوڑنا پڑا، وقت ہجرت حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو اپنی بے کسی و بے بسی کا شدید احساس ہوا اور وہ اسی پس منظر میں بارگاہ الٰہی میں یوں دست بدعا ہوئے:

"رب ھب لی من الصالحین۔ (الصافات ۱۰۰)

بارگاہ الٰہی میں حضرت ابراہیم کی دعا شرف قبولیت حاصل کرتی ہے اور قبولیت دعا کے نتیجہ میں حضرت ابراہیم کی بیوی حضرت ہاجرہ سے حضرت اسماعیل تولد ہوتے ہیں۔ ابھی حضرت اسماعیل کا بالکل بچپن ہوتا ہے کہ اپنی اس بیوی بچے کے تعلق سے حضرت ابراہیم کی آزمائش ہوتی ہے اور حضرت ابراہیم کو اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے کہ وہ حضرت ہاجرہ اور حضرت اسماعیل کو حجاز کی بے آب و گیاہ سرزمین میں چھوڑ کر آجائیں۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی بیوی ہاجرہ اور شیر خوار بچہ اسماعیل کو تنہا خدا کے حکم پر خدا کے گھر دے چھوڑا۔

اس موقع پر تاریخ کے اس بطل خلیل نے نہایت جوانمردی اور بلند ہمتی کا فیصلہ کیا اور بزدلوں اور موقع پرستوں کی روش نہیں اختیار کی۔ اس نے عراق کے تنگنائے میں محدود رہ کر، عراق کی امامت کے بجائے اس فضائے بے کراں میں ساری دنیا کی امامت پسند کی۔ اس نے سوچا وہ شباب کیا جو لوگوں کے چہروں کو دیکھ کر اپنی زندگی کی سمت سفر متعین کرے، وہ جوان کیا جو حالات کے بدلتے ہوئے تیور دیکھ کر گھبرا جائے۔

دوبارہ جب مکہ آئے تو اسماعیل سن شعور کو پہنچ چکے تھے۔ اب آخری امتحان درپیش تھا۔ یعنی حضرت ابراہیم کو حکم ملتا ہے کہ وہ اپنے چہیتے اور اکلوتے بیٹے حضرت اسماعیل کو اپنے ہاتھوں قربان کر دیں۔ یہاں باپ کے ہاتھوں بیٹے کی قربانی نہیں بلکہ ان کی فرماں برداری کا امتحان مقصود تھا۔ لہٰذا وہ اس میں کامیاب رہے، اللہ نے بیٹے کو قربان ہونے سے بچا لیا اور باپ کا جذبہ اطاعت قبول ہو گیا۔

جب حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی وفات کا وقت آیا تو ان کے بیٹے، پوتے اور خاندان کے سب لوگ اردگرد جمع ہو گئے تو آپ نے فرمایا "اللہ نے تمہارے لئے دین اسلام پسند فرمایا ہے، پس تم مسلمان ہی رہنا اور اسلام ہی پر جان دینا۔"

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زندگی میں ہمارے لئے یہ سبق ہے کہ ہم اپنی اولاد کے دین کی حفاظت کریں۔ اسلام پر اس کے عقیدہ کو مضبوط کریں تاکہ آنے والی نسل کے بارے میں اطمینان ہو جائے کہ شیطان کے راستے پر نہیں بلکہ اللہ کے راستے پر چلے گی۔ سب سے زیادہ ضروری کام یہ ہے کہ اولاد کے دین کی فکر کی جائے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زندگی میں تمام مسلمانوں کے لئے دین پر عمل کرنے، قربانی دینے اور اولاد کی دینی زندگی کی حفاظت کا پیغام ہے اور حضرت ابراہیم کی سیرت کے مطالعے سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ ایک بندہ مومن کو کن کن دشوار مرحلوں سے گزرنا پڑتا ہے، اس راہ میں وطن کو خیرباد کہنا پڑتا ہے، اہل و عیال سے جدا بھی ہونا پڑتا ہے اور اس راہ کے پتھر اور کانٹے کو بھی خوشی برداشت کرنا پڑتا ہے۔ حقیقت میں یہ آزمائش ایمان و یقین کو جلا بخشنے والی اور حوصلہ پیدا کرنے والی ہوتی ہیں۔

تبدیلی ایڈریس

معزز قارئین کو اطلاع دی جاتی ہے کہ **مکتبہ اسلامیہ** بھوانہ بازار سے بیرون امین پور بازار بالمقابل شیل پٹرول پمپ کوتوالی روڈ فیصل آباد شفٹ ہو گیا ہے۔

631204 احباب نوٹ فرمالیں